

رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے

آئے وہ یاں خدا کرے! پر نہ کرے خدا کہ یوں

”غیر سے رات کیا بنی؟“ یہ جو کہا تو دیکھیے

سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں

بزم میں اُس کے روبرو، کیوں نہ خموش بیٹھیے

اس کی تو خاموشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں

میں نے کہا کہ ”بزم ناز چاہیے غیر سے تھی،

سُن کے ستم ظریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ یوں“

مجھ سے کہا جو یار نے ”جہاتے ہیں ہوش کس طرح“

دیکھ کے میری بخودی، چلنے لگی ہوا کہ ”یوں“

کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی

آئینہ دار بن گئی، حیرتِ نقشِ پا کہ یوں“

گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال

موجِ محیطِ آب میں، مارے ہے دست و پا کہ یوں

جو یہ کہے کہ ”رنجیتہ کیوں کہ ہو رشکِ فارسی،

گفتہ غالب ایک بار، پڑھ کے اُسے سنا کہ ”یوں“

کیا فائدہ؟ میں نے

تو یہ سوال کیا ہے،

منہ سے بوسے لے

کہ بتا کہ یوں لیا

جاتا ہے۔

اس میں خوبی

صرف یہ ہے۔ کہ

بوسہ لیتے وقت

منہ کا نقشہ بالکل

ناشگفتہ کلی کا سا

ہوتا ہے۔

۲۔ تشریح:

میں محبوب سے

دل لینے کا طریقہ

کیا پوچھوں؟ کچھ

بتائے بغیر ہی اس

کے ہر اشارے

سے کوئی نہ کوئی

ادا ٹپک رہی ہے

جو بتاتی ہے کہ

دل یوں لیا جاتا ہے

۳۔ تشریح:

اس میں لف و نشر